سُنّتِ نبویؐ یہ ہے کہ آپؐ نے Adults کو پڑھایا ہے

قرآن کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے آج پاکستانی قوم اللہ کی نظروں سے گر چکی ہے

چالیس سال کے لگ بھگ لوگ اگر اللہ کی کتاب سمجھنے کیلئے کمرہمت کس لیں تو انہیں حضور ﷺ کے ساتھ ایک مشابہت حاصل ہو گی

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قرآن کی صورت میں علمِ وحی کو اب قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا گیا ہے

تباہی و بربادی سے بچنے کا حل صرف یہی ہے کہ علمِ وحی کی طرف رجوع کیا جائے

مسجد دارالسلام باغِ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۳۰/جولائی ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

(مرتب : فرقان دانش خان)

حمد و ثناء' تلاوت آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا :

حضرات! میں آج آپ کی توجہ سب سے پہلی وحی کی طرف مبذول کرا رہا ہوں جو حضور ﷺ پر چالیس سال کی عمر میں نازل ہوئی : ﴿ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ ﴾ "اے نبی! اپنے رب کا نام لے کر پڑھئے' جس نے (مخلوقات کو) پیدا کیا۔ جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھئے اور آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے تعلیم دی (اور) انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا۔"

اس وحی میں دو بار ذکر آیا "پڑھو"۔ جس سے پڑھنے کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ لیکن واضح رہے کہ اس پڑھائی سے مراد صرف دنیوی علوم مراد نہیں' بلکہ اصلاً قرآن کا علم مراد ہے۔ ہمارے بہت سے نوجوان دنیوی علوم اور پروفیشنز میں تو خوب مہارت رکھتے ہیں لیکن انہوں نے قرآن سیکھنے کے لئے وقت نہیں نکالا۔ اسی طرح کچھ لوگ عمر کے ایسے حصے میں ہوتے ہیں جہاں وہ سوچتے ہیں کہ اب کیسے قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کے لئے محنت کریں۔ وہ دیکھیں کہ حضور ﷺ کی "بسم اللہ" چالیس برس کی عمر میں ہوئی تھی۔ لہٰذا نوجوانوں کے ساتھ ساتھ بالخصوص جو لوگ اس عمر کے قریب ہیں انہیں سوچنا چاہئے کہ اگر وہ اللہ کی کتاب کو سمجھنے کیلئے کمرہمت کس لیں گے تو حضور ﷺ کے ساتھ ایک مشابہت پیدا ہو گی جو اُن کیلئے توشۂ آخرت بنے گی۔

حضور ﷺ کا قرآن کو سیکھنے اور حاصل کرنے کا شوق ایسا تھا کہ آپؐ چاہتے تھے کہ جلدی جلدی سارا قرآن یاد کرلیں۔ آپؐ کو وحی کا اس قدر انتظار رہتا تھا کہ آپؐ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ایک بار پوچھا بھی کہ وہ جلدی جلدی قرآن لے کر کیوں نہیں آتے۔ جس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ہم آپؐ کے رب کے حکم کے بغیر نہیں اترتے۔ اسی طرح جب وحی نازل ہوتی تو حضور ﷺ اس خوف سے کہ بھول نہ جائیں ان آیات کو تیزی سے بار بار دہراتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ مشقت نہ اٹھائیں' اس قرآن کا جمع کرنا اور اس کا بیان ہمارے ذمہ ہے۔ حضور ﷺ کا یہ سارا اشتیاق اور شوق ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

حضور ﷺ کے اس ذوق و شوق کی کیفیت کو جب مکہ کے لوگوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ شاید آپ پر آسیب کا سایہ ہو گیا ہے یا کوئی جن قابض ہو گیا ہے۔ چنانچہ ان کے جواب میں دوسری وحی نازل ہوئی : ﴿ نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَا اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ ﴾ "ن قسم ہے قلم کی اور ان فرشتوں کے لکھنے کی کہ آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔ بے شک (تبلیغ احکام پر) آپ کے لئے کبھی ختم نہ ہونے والا اجر ہے۔ اور بے شک آپؐ اخلاق کے بلند مرتبے پر ہیں۔"

یہاں قلم سے مراد دنیاوی علوم ہیں جو قلم بند ہو کر اگلی نسل کو منتقل ہوئے۔ یعنی انسانی علم "قلم" کی وساطت سے ہی انسانیت کو منتقل ہوا۔ گویا انسانی علم کا سرمایہ اور آپؐ کے اخلاق و اطوار اس پر گواہ ہیں کہ آپ اللہ کے فضل و کرم سے مجنون نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ پر جو علم نازل ہوا وہ ایک محکم اور مربوط کلام ہے' ایسی بے ربط باتیں نہیں کہ معاذ اللہ کسی دیوانے کا کلام ہو۔ بلکہ قرآن کی کوئی ایک آیت بھی کائنات کے حقائق سے متصادم نہیں۔ جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ یہ کسی انسان کا نہیں بلکہ اللہ کا کلام ہے۔

مذکورہ بالا گزارشات کی رو سے علم کی واضح طور پر دو قسمیں سامنے آتی ہیں۔ ایک حواس خمسہ اور حسی تجربات کے ذریعے حاصل کیا گیا علم (Acquired Knowledge) جو سائنس اور ٹیکنالوجی کی بنیاد ہے۔ دوسرا علم وحی (Revealed Knowledge) ہے' جو صرف انبیاء کو دیا جاتا ہے۔

ابن خلدون نے بھی علم کی دو اقسام بتائی ہیں۔ (۱) علم الابدان اور (۲) علم الادیان

۱۔ علم الابدان : وہ علم جو ہم حواس خمسہ سے حاصل کرتے ہیں' جس سے سائنس اور ٹیکنالوجی کا علم وجود میں آیا۔ اس سے آگے بڑھ کر انسان نے کائنات کے حقائق کے بارے میں جاننا چاہا تو فلسفہ وجود میں آیا۔ لیکن فلسفہ بھی گمان سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ البتہ سائنسی علم کی کچھ اصل ہے کیونکہ یہ انسانی تجربات اور مشاہدات پر مشتمل ہے۔ اس علم میں انسان نے آج اتنی ترقی کرلی ہے کہ بقول اقبال ؎

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

۲۔ علم الادیان : جسے علم وحی بھی کہتے ہیں' یہ علم فرشتوں کے ذریعے نبیوں کو بھیجا گیا۔ اس علم کا مقصد

انسانوں کی ان معاملات میں ہدایت و رہنمائی کرتا ہے جہاں انسان خود نہیں پہنچ سکتا۔ علم وحی میں کائنات اور انسان کی تخلیق کا مقصد' زندگی گزارنے کا معتدل اور متوازن راستہ اور موت کے بعد زندگی جیسے موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ قرآن کی صورت میں علم وحی کو اب قیامت تک کیلئے محفوظ کر دیا گیا۔

دور حاضر جو گزشتہ ڈھائی صدیوں سے شروع ہوا' اس عرصے میں حسی علم اتنا پھیلا کہ اب ایک آدمی کے لئے یہ سارا علم حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اگر کوئی صرف ان علوم کی مبادیات سے بھی واقفیت حاصل کر لے تو بہت بڑی بات ہے۔ تاہم آج کے انسان کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس نے تجرباتی اور سائنسی علوم میں تو ترقی کی ہے مگر علم وحی کی طرف سے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کے انسان کی ایک آنکھ تو چوپٹ کھل گئی لیکن دوسری آنکھ بالکل بند ہے۔ چنانچہ اس یک چشم دجالی فتنے کی بدولت جو تہذیب وجود میں آئی اس کا نتیجہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی صورت میں ظاہر ہوا اور خدا سے دوری کے باعث یہی علوم انسان کی تباہی کا ذریعہ بن گئے۔

اس بربادی سے بچنے کا حل صرف یہی ہے کہ علم وحی کی طرف رجوع کیا جائے اور ان سائنسی و عمرانی علوم کو بھی مسلمان بنایا جائے۔ آج یہودی اور عیسائی بھی اپنی آسمانی کتابوں کی طرف رجوع کر رہے ہیں' اگرچہ ان کی بدقسمتی یہ ہے کہ ان کی اصل کتابیں اب محفوظ نہیں۔ جبکہ تمام آسمانی کتابوں میں قرآن حکیم وہ واحد کتاب ہے جس کا متن محفوظ ہے' لیکن ہم مسلمانوں نے قرآن سے اعراض کر کے اپنی اس خوش قسمتی کو بدقسمتی میں بدل دیا ہے۔ اسی قرآن کو پس پشت ڈالنے کی وجہ سے آج پاکستانی قوم اللہ کی نظروں سے گر چکی ہے اور ہماری حالیہ ذلت و خواری کا اصل سبب بھی یہی ہے۔

رجوع الی القرآن کی تحریک جو آج سے پینتیس برس قبل اس خاکسار نے شروع کی تھی' بحمد اللہ اب برگ و بار لا چکی ہے۔ میں نے اپنی زندگی کے ان ۳۵ سالوں کو مکمل طور پر اس کام میں لگایا ہے۔ میری اُس وقت کی تحریر "اسلام کی نشاۃ ثانیہ ـــــ کرنے کا اصل کام" میں جو تشخیص کی گئی تھی کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو دنیاوی علوم اور قرآنی علوم کا آپس میں تعلق قائم کرنے کے لئے اپنی زندگیاں کھپا سکیں' الحمد للہ وہ کام بھی ہم کر رہے ہیں۔ جس کے لئے ہم نے قرآن کالج قائم کیا ہے۔ اس کالج کا مقصد ایسی پنیری تیار کرنا ہے جو عربی زبان کو لازمی مضمون کے طور پر پڑھے' پھر قرآن کی حکمت کا علم حاصل کر کے نفسیات' اقتصادیات اور سیاسیات کا علم حاصل کرے۔ تاکہ ایسی کھیپ تیار ہو جائے جو خود کو دینی اور دنیاوی علوم کی دوری ختم کرنے کے لئے وقف کر سکے۔ ان میں سے اگر کوئی ایسا نہ کر سکے تب بھی ایسے لوگ اچھے مسلمان کی حیثیت سے سول سروس' قانون اور ٹیچنگ وغیرہ کے شعبے میں جا کر اپنی حیثیت میں دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہم نے بے خدا تہذیب کا توڑ کرنے کی غرض سے پڑھے لکھے لوگوں کے لئے جنہوں نے بی اے' ایم اے' ایم ایس سی' ایم بی بی ایس' انجینئرنگ اور پی ایچ ڈی وغیرہ تو کی لیکن انہیں دین کا علم حاصل کرنے اور قرآن سیکھنے کا وقت نہیں ملا' ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس شروع کر رکھا ہے۔ کیونکہ سنت نبویؐ یہ ہے کہ آپؐ نے Adults کو پڑھایا ہے اور انقلابی دعوت Adults ہی سے مخاطب ہوتی ہے۔ اس ضمن میں ان لوگوں سے جو ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کرنے کے لئے کمر ہمت کس لیں' جس کا دورانیہ کم کر کے اب نو ماہ کر دیا گیا ہے' میری تین گزارشات ہیں:

۱۔ وہ اس کورس میں شمولیت سے پہلے اپنی نیت کو درست کریں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ علم حاصل کر رہا ہو تاکہ اس کے ذریعے اسلام کو زندہ کرے تو جنت میں اس کے اور انبیاء کے درمیان صرف ایک درجہ کا (فرق) ہوگا۔"

۲۔ کورس کے نو ماہ ہمہ وقت اسی کام کے لئے خالص کر دیئے جائیں۔

۳۔ جیسے ہی کورس ختم ہو فوراً درسِ قرآن یا عربی کی تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا جائے۔

اگر واقعتاً ہم ایسا کریں اور مسلمانانِ پاکستان داعیِ قرآن بن جائیں تو بقول اقبال "شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے"

حالات حاضرہ

قاضی حسین احمد کا اپنے سابقہ موقف پر ڈٹے رہنا قابل تعریف ہے

اینٹی نواز شریف تحریکیں اگرچہ اس وقت الگ الگ لہروں کی صورت میں ہیں لیکن وقت انہیں اکٹھا ہونے پر مجبور کر دے گا اور حکمرانوں کو اللہ کے دین سے بے وفائی اور کارگل میں اپنی منافقت کی سزا بھگتنا ہوگی۔

موجودہ صورت حال میں قاضی حسین احمد صاحب کا اپنے اس سابقہ موقف پر ڈٹے رہنا کہ ہم محض حکومت گرانے کے یک نکاتی ایجنڈے کی بنیاد پر کسی اتحاد میں شامل نہیں ہوں گے' قابل تعریف ہے۔ البتہ اس ضمن میں ڈاکٹر طاہر القادری نے سیاسی قلابازیاں کھانے میں ید طولیٰ حاصل کر لیا ہے۔ کیونکہ پہلے ایک مرحلہ پر انہوں نے الیکشن کی سیاست سے دست کش ہونے کا اعلان کیا تھا کہ ان کی جماعت الیکشن میں حصہ نہیں لے گی' مگر پھر اس اعلان کو فراموش کر کے وہ انتخابی سیاست کے میدان میں کود گئے۔ چنانچہ اس بار ان کا الیکشن میں حصہ لینے کا پختہ ارادہ نظر آتا ہے۔ ہمارے ساتھ بھی "متحدہ اسلامی انقلابی محاذ" میں شریک ہوتے ہوتے انہوں نے یکدم اعلان کر دیا تھا کہ وہ کسی خالص دینی اتحاد میں شامل نہیں ہوں گے۔ اسی طرح کچھ عرصہ پہلے پیپلز پارٹی سے اس بنیاد پر علیحدگی اختیار کی تھی کہ وہ ایک نکاتی ایجنڈے پر اتحاد کے قائل نہیں' لیکن اب دوسری جماعتوں سے اسی بنیاد پر اشتراک کر رہے ہیں۔

اگرچہ موجودہ حکومت اپنے وجود کا اخلاقی جواز کھو چکی ہے لیکن ہم کسی "ہٹاؤ یا گراؤ" تحریک میں شامل نہیں ہوں گے

تنظیم الاخوان کے امیر مولانا اکرم اعوان جو ہمارے ساتھ متحدہ اسلامی انقلابی محاذ میں شامل ہیں' وہ بھی "نواز ہٹاؤ ـ ملک بچاؤ" تحریک میں شامل ہوتے نظر آتے ہیں۔

اگرچہ میرا موقف بھی یہی ہے کہ موجودہ حکومت اپنے وجود کا اخلاقی جواز کھو چکی ہے لیکن ہم اس کے باوجود کسی "ہٹاؤ یا گراؤ" تحریک میں شامل نہیں ہوں گے۔ بلکہ ہم رجوع الی القرآن کی دعوت کی بنیاد پر منہاج محمدیؐ کے مطابق ملک میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کی جدوجہد جاری رکھیں گے اور ہم تمام دینی جماعتوں کو بھی یہ دعوت دیتے ہیں کہ وہ احتجاجی سیاست کا راستہ ترک کر کے پاکستان میں اسلامی نظام قائم کرنے کی طرف توجہ دیں۔

مولانا اکرم اعوان بھی "نواز ہٹاؤ۔ ملک بچاؤ" تحریک میں شامل ہوتے نظر آتے ہیں

دینی و دنیاوی تعلیم کا حسین سنگم
قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس
زیر انتظام: مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

سانحۂ کارگل نے عام شہری کے ذہن میں یہ سوال پیدا کر دیا ہے کہ کیا ہم واقعی آزاد ہیں؟

اعلانِ واشنگٹن سے حاکموں کا اِقتدار بچ گیا لیکن یتیم ہونے والے بچے اور بیوائیں اپنے شُہداء کا خون کس کے ہاتھ پر تلاش کریں؟

اقتدار کے معاملے میں ہمارے حاکم نہ دِینی قدروں کے قائل ہیں نہ دُنیوی روایات کے

ہمارے حاکموں نے اقتدار کی ہوس میں اُسامہ بن لادن کا بھی سودا کر دیا ہے

مرزا ایوب بیگ' لاہور

سانحۂ کارگل پر مرثیے ایک مدت تک کئے جاتے رہیں گے اور سقوطِ ڈھاکہ کی طرح سانحہ کارگل کے وقوع پذیر ہونے کے اسباب و علل دانشور حضرات مدتوں تلاش کرتے رہیں گے لیکن سانحہ کارگل کے حوالے سے اعلانِ واشنگٹن کے ڈراپ سین سے ایک سوال ہر پاکستانی شہری کی نوکِ زبان پر نہ سہی لیکن دل و دماغ پر یقیناً چھایا ہوا ہے۔ یہ اہم سوال یہ ہے کہ کیا ہم واقعی آزاد ہیں؟ آج یقیناً ہماری آزادی ایک سوالیہ نشان بن گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عوام پر یہ راز اعلان واشنگٹن سے فاش ہوا ہے کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو ہمیں آزادی کے نام سے بہلایا گیا تھا۔ باون سال پہلے ہم انگریزوں کے غلام تھے۔ آج ہم امریکیوں کے غلاموں کے غلام ہیں۔ ہمارے حاکم اپنے حاکموں کے حکم سے سرتابی نہیں کرتے لہٰذا ہماری غلامی اب دوبالا اور دوچند ہو گئی ہے۔ پہلے زمانے میں زور آور قوم زیردست قوم سے کھلم کھلا خراج وصول کرتی تھی۔ آج امریکہ نے اس کام کے لئے I.M.F اور ورلڈ بنک جیسے ادارے قائم کر دیئے ہیں۔ دن رات پاکستانی عوام خون پسینہ ایک کر کے جو کچھ کماتے ہیں اس میں بڑا حصہ مختلف قسموں کے ٹیکس نافذ کر کے ہمارے غلام حاکم اپنے اصل حاکموں کی نذر کر دیتے ہیں اور پاکستان کی حیثیت امریکہ کی ایک باجگزار ریاست کی سی ہے۔ یہی نذرانہ جو پاکستانیوں کا خون نچوڑ کر حاصل کیا جاتا ہے وہ امداد کے طور پر واپس ہمیں عطا کیا جاتا ہے لیکن اس امداد پر ہم سے سود در سود حاصل کیا جاتا ہے۔ سالانہ بجٹ پیش ہونے سے پہلے ہمارے حاکموں کے حاکم اپنے نمائندے اسلام آباد بھیج دیتے ہیں اور تمام قسموں کے ٹیکس کا نفاذ ان کے مشورے سے کیا جاتا ہے البتہ ان کے نفاذ کی ٹائمنگ آگے پیچھے کر دی جاتی ہے یعنی کبھی کبھار پاکستانی عوام کو دکھانے کے لئے ڈرامہ رچایا جاتا ہے اور ہمارے کوئی وزیر باتدبیر اعلان فرماتے ہیں کہ ہم ٹیکسوں کے نفاذ کے معاملے میں I.M.F کے مطالبات تسلیم نہیں کریں گے لیکن چند دنوں بعد ہی خاموشی سے ان کے مطالبات پورے کر دیئے جاتے ہیں آیئے اس حوالے سے ایک نگاہ بازگشت اپنی تاریخ پر ڈالیں کہ ہمارے حاکموں نے اپنی نوکری پکی کرنے کے لئے

تجزیہ

قومی مفاد کا کیسے کیسے تیاپانچا کیا۔

۱۹۴۸ء میں جب کشمیر میں حقیقی مجاہدین کی منزل دو بام رہ گئی تھی اپنے غیرملکی آقاؤں کے حکم پر کارروائی روک دی گئی۔ ہمارے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان جنہیں ہماری قوم نے قائد ملت کا خطاب دیا ہوا تھا روس کے دورے کی دعوت مسترد کر کے امریکہ روانہ ہو گئے' حالانکہ روس سے سرکاری دورے کی دعوت انہوں نے خود خواہش کر کے حاصل کی تھی۔ لہٰذا جس وقت روس اور امریکہ کے درمیان سرد جنگ اپنے عروج پر تھی ہم نے ہمسایہ سپرپاور کا منہ چڑا کر سات سمندر پار قوت سے اپنا رشتہ جوڑ لیا اور اس کا خمیازہ آج تک بھگت رہے ہیں۔ اسی طرح ہم سیٹو اور سینٹو پیکٹ میں خود اپنے آپ کو جکڑ کر امریکہ اور یورپ کے گھڑے کی مچھلی بن گئے۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں جب امریکہ ہمیں کورا جواب دے چکا تھا تب بھی ہم نے چین کے وزیراعظم چواین لائی سے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا کہ کہیں ایسے نازک وقت پر ملاقات سے امریکہ بہادر ناراض نہ ہو جائے۔ یہاں تک کہ دوران جنگ ہم چین سے براہ راست امداد وصول نہیں کرتے تھے بلکہ چین یہ مدد ہمیں انڈونیشیا کے ذریعے بھیجتا تھا۔ جس سے قیمتی وقت ضائع ہو جاتا تھا لیکن ہمارے حاکم اپنے حاکموں کو خوش کرنے کی جدوجہد میں مصروف رہے۔ ہم نے معاہدہ تاشقند پر دستخط اپنے حاکموں کے حکم پر کئے۔ وہ چین جس کی طرف دیکھنے پر ہمیں ڈانٹ پڑتی تھی اور ہمارے کان کھینچے جاتے تھے' وقت آنے پر ہم نے اس کے اپنے آقا کے ساتھ تعلقات قائم کرنے میں مرکزی رول ادا کیا۔ جس پر سوویت یونین نے طیش میں آ کر پاکستان کو دولخت کرنے میں بھارت کا بھرپور ساتھ دیا۔ سوویت یونین نے افغانستان میں فوجیں داخل کرنے کی جب حماقت کی تو امریکہ نے ویت نام میں اپنی ذلت کا بدلہ چکانے کا فیصلہ کیا۔ ہم نے افغانستان میں امریکی جنگ لڑی جس سے امریکہ اپنے دشمن کو فیصلہ کن شکست دینے میں کامیاب ہو گیا لیکن افغان جنگ نے ہمیں کلاشنکوف کلچر اور ہیروئن کا زہر دیا۔ افغان جنگ کے بارے میں ضیاءالحق کے منہ سے سچی بات نکل گئی تھی کہ ہم نے کوئلے کی دلالی میں منہ کالا کروایا ہے۔

ندائے خلافت کے بہت سے قارئین کے لئے شاید یہ انکشاف ہو کہ دس سال پہلے کشمیر میں مسلح بغاوت کا آغاز امریکی اشارے پر ہی کیا گیا تھا۔ اس لئے کہ امریکہ جنوبی ایشیا میں اپنے عزائم کی تکمیل کے لئے ایک اسرائیل قائم کرنے کی خواہش رکھتا تھا اس حوالے سے ایک وقت میں کچھ دیر کے لئے بھارت امریکہ تعلقات بھی خراب ہو گئے تھے۔ جہاں تک کشمیریوں کا تعلق ہے انہوں نے اس مدد کو غیبی مدد سمجھ کر قبول کیا انہیں بھارت سے آزادی درکار تھی' اس کے لئے ان کی مدد فرشتوں کے ذریعے ہو رہی تھی یا شیطان کے ذریعے' انہیں سروکار نہیں تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ پاکستان نے کشمیر میں دخل اندازی امریکی اشارے پر ہی شروع کی تھی لیکن جب بھارت ڈٹ گیا اور

اس نے کشمیر میں اپنی پوری فوجی قوت جھونک دی اور بھارت امریکہ تعلقات کے لئے کشمیر میں حالات کو نارمل کرنے کو شرط قرار دیا تو امریکہ نے بھارت کی ناراضگی کا خطرہ مول نہ لیا اور پیچھے ہٹ گیا اور اپنی کرتوتوں کے نتائج کے لئے ایک مرتبہ پھر پاکستان کو اکیلا چھوڑ گیا۔ ہم نے کارگل میں "پنگا" شاید اسی توقع پر لیا تھا کہ امریکہ اپنے مفادات کے حوالے سے صرفِ نظر کرے گا لیکن جب بھارت نے زبردست اور انتہائی شدید رد عمل کا اظہار کیا تو امریکہ دوڑ کر بھارت کی پشت پر ہو گیا۔ ہمارے حاکم آئیں بائیں شائیں کرنے لگے اور اپنے اقتدار کے تحفظ کی خاطر بھاگم بھاگ امریکہ پہنچے اور وہاں سجدہ ریز ہو گئے ان کا اقتدار بچ گیا البتہ وہ برف پوش پہاڑ جو پاکستانی فوجیوں اور کشمیری مجاہدین کے خون سے سرخ ہوئے تھے ہمارے حاکموں کے خون کی طرح پھر سفید ہو گئے۔

ہمارے حاکموں کی غلامی اب اس درجہ پر پہنچ چکی ہے کہ وہ نہ صرف اپنی سرزمین سے امریکن کمانڈوز کو ایمل کانسی کو اٹھالے جانے کی اجازت دے دیتے ہیں بلکہ اسامہ بن لادن کی افغانستان سے گرفتاری کے لئے امریکہ کے دلال بن گئے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے کہ واشنگٹن یاترا کے دوران اسامہ کا سودا بھی اقتدار کے عوض طے کر لیا گیا ہے۔ جبکہ افغانستان جیسا غریب اور وسائل سے محروم ملک اسامہ کے معاملے میں امریکہ کے سامنے ڈٹ گیا ہے۔ اس لئے کہ مسئلہ غربت اور کمزوری کا نہیں غیرت و حمیت کا ہے جس سے ہمارے حاکم بالکل تہی دامن ہو چکے ہیں۔ اقتدار کے معاملے میں ہمارے حاکم نہ دینی قدروں کے قائل ہیں نہ دنیوی روایات کے آج جمہوری دنیا میں یہ روایت عام ہو گئی ہے کہ قوم کسی معمولی سے معمولی صدمہ سے دوچار ہو جائے تو متعلقہ حکام فوراً مستعفی ہو جاتے ہیں۔ بھارت میں ریل کے حادثے پر ریلوے وزیر مستعفی ہو گئے ہیں۔ ایرانی طلبہ کے مسئلہ پر ایران کے وزیر تعلیم نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ یورپ میں کسی وزیر پر چھوٹی سی چھوٹی نوعیت کی کرپشن کا الزام بھی لگ جائے تو وزیر فوراً مستعفی ہو جاتا ہے تاکہ آزادانہ انکوائری ہو سکے لیکن اس ملک پاکستان میں سانحہ کارگل جیسے عظیم سانحہ پر اور بین الاقوامی سطح پر زبردست ذلت و رسوائی ہونے پر بھی ہماری حکومت مونچھوں کو تاؤ دے رہی ہے۔

ماضی میں جب ہمارے بعض حکام یہ بھول گئے کہ انہیں اقتدار "غلامی کا طوق" پہننے کی شرط پر ملا ہے اور انہوں نے اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہوئے بعض اقدام کئے تو انہیں نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔ ایوب خان ترنگ میں آکر Friends not Masters لکھ بیٹھے۔ اور اقتدار سے الگ کر دیئے گئے۔ بھٹو نے ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول اور امت مسلمہ کو مجتمع کرنے کی کوشش کی یہ کبیرہ گناہ تھے لہٰذا انہیں کھلم کھلا وارننگ دی گئی اور آخر کار وہ تختے پر جھول گئے۔ ضیاء الحق افغانستان میں اسلامی حکومت کا خواب دیکھنے لگے تھے۔ انہیں اس ناقابل معافی جرم میں فضا ہی میں تحلیل کر دیا گیا۔ ہمیں اگر زندہ رہنا ہے تو ایک بار پھر آزادی کی تحریک شروع کرنی ہو گی لیکن یہ آزادی اب اسلام کے خالی خولی نعرے پر حاصل نہیں ہو گی۔ اب ہماری آزادی اور بقا صرف اور صرف اسلامی نظام کے حقیقی نفاذ میں مضمر ہے اور اسلامی نفاذ کا نفاذ بالکل اسی طرح ممکن ہو گا جس طرح آج سے تقریباً پندرہ سو سال پہلے ہادی برحق محمد مصطفیٰ ﷺ نے نافذ کیا تھا۔ ہر دوسرا طریقہ ہمیں مزید گمراہ کر دے گا' ہماری منزل بھی کھوٹی ہو گی

خبر نامہ اسلامی امارت افغانستان

ضربِ مؤمن '۳۰ جولائی تا ۵ اگست ۹۹ء

مسعود نے اپنے بال بچوں کو تاجکستان روانہ کر دیا

مسعود نے اپنے بعض اہم کمانڈروں کے گھرانے تاجکستان کے شہر کولاب منتقل کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے باغی کمانڈروں کے درمیان سخت نفرت' بے اعتمادی اور اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ مسعود نے اپنے بال بچوں کو بھی تاجکستان روانہ کر دیا ہے۔ تاجک حکمرانوں نے تاجکستان کے مرکز دوشنبہ میں احمد شاہ مسعود کو رہائش کے لئے ایک وسیع و عریض بنگلہ دیا ہے۔

امریکہ پوری دنیا میں واحد دہشت گرد ہے : ریڈیو کابل

امریکہ اس وقت پوری دنیا میں واحد دہشت گرد ملک ہے جو دوسری قوموں اور ممالک کو غلام بنانا چاہتا ہے۔ ریڈیو صدائے شریعت (کابل) نے بتایا کہ ایک سروے رپورٹ کے مطابق اس وقت زیادہ سے زیادہ ایٹم بم اور جوہری توانائی امریکہ کے پاس ہیں۔ کیا خود ایٹمی توانائی حاصل کرنا اور دوسروں کو اس سے منع کرنا بذات خود دہشت گردی نہیں۔ سب سے زیادہ شیطانی دہشت گردی تو یہ ہے کہ امریکہ اور مغرب دوسری اقوام پر اپنی ثقافت مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ ریڈیو نے اپنے تبصرے میں کہا کہ افغانستان اور سوڈان پر امریکی حملے دہشت گردی کی واضح مثال ہیں۔ اسی طرح عرب مجاہد اسامہ بن لادن کی گرفتاری یا قتل پر انعام مقرر کرنا اور خلیج میں بے شمار فوجی قوت جمع کر کے آس پاس کے ممالک کو خطرہ لاحق کرنا دہشت گردی نہیں تو کیا ہے؟ ریڈیو نے کہا ہے کہ امریکہ نے صرف پیٹرول کی خاطر لاکھوں انسانوں کو ملک بدر کیا ہے۔ ریڈیو نے مزید کہا کہ اقوام متحدہ صرف امریکہ کی غلامی میں مصروف ہے۔ یہ کوئی باوقار عالمی منصف ادارہ نہیں رہا ہے۔

کنڑ : 13 اضلاع کے یتیموں' بیواؤں اور معذورین کی فہرست تیار

وزارت شہداء و معذورین نے صوبہ کنڑ کی فہرست تیار کر کے افغان ہلال احمر کی طرف سے یتیموں' بیواؤں اور سابق جہاد کے معذورین میں غذائی اجناس اور نقدی تقسیم کی۔ وزارت شہداء و معذورین کے صوبائی رئیس ملا عنایت اللہ کے مطابق صوبہ بھر کے تیرہ اضلاع کی فہرست مکمل ہو چکی ہے جس میں اٹھارہ سو یتیم بچے' بیوہ عورتیں اور معذورین رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ امیرالمومنین کے فرمان کے مطابق عشر و زکوٰۃ کو تین حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ مرکز کو بھیجا جاتا ہے' دوسرا حصہ یتیموں' بیواؤں اور معذورین میں تقسیم کیا جاتا ہے جبکہ تیسرا حصہ ناگہانی و حادثاتی ضرورت کے لئے محفوظ کر لیا جاتا ہے تاکہ ضرورت کے وقت مستحقین کی مدد کی جا سکے۔ ایک سوال کے جواب میں صوبائی رئیس ملا عنایت اللہ نے کہا کہ اب بھی بے شمار مستحقین ایسے ہیں جن کا اندراج نہیں ہو سکا۔ انہوں نے مخیر حضرات سے درخواست کی ہے کہ وہ اپنا پیٹ بھر کر سترہ سالہ جہاد سے متاثرہ خاندانوں جن میں یتیم' بیوائیں اور مساکین شامل ہیں' نہ بھولیں کہ جو دو وقت کی روٹی کے لئے کھلے آسمان تلے بے یار و مددگار بیٹھے ہیں جن کے ساتھ تعاون ہر مسلمان بھائی بہن پر شرعاً عقلاً و اخلاقاً فرض ہے۔

ننگرہار : زانی اور زانیہ پر شرعی حد کا اجراء

صوبہ ننگرہار کے ضلع روات میں دو مجرموں کو مجمع عام میں شرعی سزا دی گئی۔ تفصیلات کے مطابق محصول نامی شخص اور ایک عورت زنا جیسے قبیح جرم کے مرتکب ہوئے تھے۔ مجرموں کو چھ مہینے پہلے امن عامہ کے اہلکاروں نے گرفتار کر لیا تھا۔ شرعی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے مجرم چھ ماہ قید میں ہی رہے تھے لیکن اب قانونی مراحل سے گزرنے کے بعد شرعی سزا دی گئی۔ اس مناسبت سے منعقدہ اجتماع سے ضلع کے سربراہ ملا اسد اللہ نے خطاب کرتے ہوئے اخلاقی جرائم کی قباحت پر روشنی ڈالی۔ خبر میں یہ بھی بتایا گیا کہ اس مرد اور عورت نے شرعی حد کے نفاذ کے بعد آپس میں نکاح کر لیا۔

تحریک اسلامی : زوال سے بچاؤ کی تدابیر

تحریر : صدر الدین اصلاحیؒ

کسی بھی اسلامی تحریک کو زوال سے محفوظ رکھنے کی مختصر تدابیر حسب ذیل ہیں :

(۱) مقصد تحریک کو تازہ رکھنے کی پیہم جدوجہد

سب سے اہم اور سب سے مقدم ضرورت یہ ہے کہ تحریک کے کارکنوں کے دل و دماغ میں تحریک کی بنیاد کو مضبوط اور ہر آن توانا رکھنے کی پیہم جدوجہد جاری رکھی جائے۔ کیونکہ تحریک کے اصل نصب العین کے بارے میں کارکنوں کے ذہن میں جو گہری وابستگی اور یک سوئی ابتدا میں ہوتی ہے، ضروری نہیں کہ وہ ہمیشہ برقرار رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وابستگی داخل اور خارج دونوں ہی کی بہت سی مخالف قوتوں کی زد میں رہا کرتی ہے، مثلاً ہمت شکن سیاسی حالات اور معاشی دشواریاں، ماحول کی اجنبیت، دوسرے مسلم گروہوں اور افراد کے افکار سے اثر پذیری اور اس طرح کی دوسری چیزیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس طرح کے اسباب کے تحت اقامت دین کے نصب العین کے یقین و اذعان میں جو کچھ زنگ پیدا ہوا ہو، اسے پوری مستعدی اور ہوش مندی سے برابر صاف کیا جاتا رہے۔ ورنہ قرآن کی روزانہ تلاوت کرتے رہنے اور اس کی عظمت اور تقدیس کی کیفیت جسم پر جاری کرتے رہنے کے باوجود جس طرح اس کا حق اتباع ادا کرنے کا خیال لوگوں کے دلوں میں بہ مشکل ہی آیا کرتا ہے، اسی طرح قطعی ممکن ہے کہ لوگ تحریک اسلامی سے وابستہ رہتے ہوئے اور اقامت دین کے نصب العین کو اپنا فریضۂ حیات قرار دیتے ہوئے بھی غیر شعوری طور پر عملاً اس سے دور جا پڑیں۔

(۲) رضائے الٰہی کی طلب ماند نہ پڑے

دوسری ضروری بات یہ ہے کہ کارکنوں کے اندر خالص رضائے الٰہی کی طلب نہ صرف یہ کہ برقرار رکھی جائے بلکہ اسے فزوں سے فزوں تر بنانے کا اہتمام رکھا جائے۔ کیونکہ ایک بار ابتدا میں پورے اخلاص کے ساتھ یہ عزم و اقرار کر لینا کہ اللہ کی رضا طلبی ہی ہمارا پہلا اور آخری مقصد ہے اور ہم صرف اس کی خاطر اس تحریک میں شامل ہوئے ہیں، اس بات کی ہرگز کوئی ضمانت نہیں کہ ایک دن کا یہ فیصلہ ہمیشہ اسی اخلاص و عزیمت کے ساتھ برقرار رہے گا۔ ایمان و اسلام کی پوری تاریخ اس خوش گمانی کی تردید کر رہی ہے اور رضائے الٰہی کے جذبے کا کمزور پڑ جانا، تحریک کو قطعاً جسد بے روح بنا دیتا ہے۔

(۳) باطل نظام اور افکار و نظریات سے مداہنت کا خدشہ

تیسری ضروری بات یہ ہے کہ تحریک کے علم برداروں کے اندر باطل نظام اور اس کے افکار و نظریات سے سازگاری اور مداہنت کی بیماری نہ گھسنے پائے اور وہ اس طرف سے پوری طرح چوکنے رہیں۔ کھلی بات ہے کہ صاحب اقتدار باطل طبقات فطری طور پر اور مختلف جہتوں سے اہل حق کے ذہنوں پر مرعوبیت طاری کرنے کی کوشش میں رہتے ہی ہیں۔ اس لئے اگر تحریک اس کی ان کوششوں کو سختی اور استقلال کے ساتھ ناکام بنانے کی طرف متوجہ نہیں رہے گی تو وہ اس سے سازگاری پیدا کرنے کے خطرے سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ سازگاری کا یہ میلان تحریک کے لئے زہر ہلاہل سے کم نہیں۔

(۴) حکمت و دانش کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا

چوتھی بات یہ کہ تحریک کو جہاں مداہنت کے رجحان سے محفوظ رکھا جائے وہیں اسے بدتدبیری، بے حکمتی اور فتور سے بھی بچایا جائے اور حکمت و دانش کے تقاضوں کو ہر آن ملحوظ رکھا جائے۔ ہر تحریک کی طرح اسلامی تحریک بھی ایک تدریج سے قدم آگے بڑھاتی ہے۔ اگر اس تدریج کو پس پشت ڈال دیا جائے اور پہلے ہی قدم پر ہر طرح کے محاذ کھول دیئے جائیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سرکش گھوڑے کی طرح تحریک کی گاڑی کو لے جا کر کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے۔

(۵) دین کے غیر متوازن تصور سے بچاؤ

پانچویں بات یہ ہے کہ تحریک کے کارکنوں میں دین کا صحیح اور متوازن تصور، عدم توازن سے نہ بدلنے پائے۔ اس بات کی پوری نگرانی رکھی جائے کہ ان کے ذہنوں میں دین کی ہر بات اور اس کے ہر مطالبے کو وہی حیثیت حاصل رہے، فکری طور پر بھی اور عملی طور پر بھی، جو قرآن و سنت میں فی الواقع اس کی ہے۔ اس عدم توازن کا خطرہ جس بنا پر ایک واقعی خطرہ ہوتا ہے، وہ تحریک اسلامی کے کارکنوں کا وہ شدید رد عمل ہے جو دوسرے مسلمانوں کے ناقص اور غیر متوازن تصورات دین کے خلاف اس کے اندر پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ جب تک یہ رد عمل معقول حدود کے اندر رہتا ہے تو خیر کا موجب بنتا ہے لیکن جب وہ شدت اور بحران کی شکل اختیار کر لیتا ہے تو اس سے شر پیدا ہونے لگتا ہے۔ ایک بہت واضح مثال لیجئے۔ دین کا وہ تصور جو معروف عبادات سے آگے نہیں جاتا، قطعی طور پر ایک ناقص تصور ہے۔ وہ دین کو انسانی زندگی کے عظیم اجتماعی کردار سے بے تعلق رکھتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کے احکام کا ایک بڑا حصہ بالکل معطل پڑا رہ جاتا ہے اور انسان کی دینی زندگی اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت و بندگی کی سعادت سے محروم رہ جاتی ہے۔ اب اگر اس ناقص تصور دین کے خلاف کسی اسلامی تحریک کے داعیوں میں اتنا شدید رد عمل پیدا ہو جائے کہ وہ دین کے اجتماعی و سیاسی احکام ہی کو سب کچھ سمجھنے لگیں اور ذکر و تسبیح اور شب بیداری کی کماحقہ اہمیت ان کے اندر کم ہو جائے، حتیٰ کہ وہ اسے خدانخواستہ "خانقاہیت" سے موسوم کرنے پر اتر آئیں، تو یہ ایک نامبارک اور خطرناک رد عمل ہوگا اور تحریک کی جڑیں ہلا دینے کے لئے بالکل کافی ثابت ہوگا۔ وجہ بالکل ظاہر ہے۔

(۶) کارکنوں میں فکری جمود

چھٹی بات یہ کہ عام کارکنوں کی عملی سرگرمیوں ہی کو نہیں بلکہ ان کی فکری جولانیوں کو بھی ماند پڑنے سے بچایا جائے۔ تحریک اپنے صحیح رخ پر ہرگز سرگرم سفر نہیں رہ سکتی اگر اس کے عام کارکنوں میں فکری جمود پیدا ہو جائے، وہ تحریک کے لئے سوچنا اور فکرمند رہنا چھوڑ دیں۔ اس کے معنی یا تو یہ ہوں گے کہ ان کی دلچسپیوں کا اصل مرکز اس تحریک کے بجائے کوئی اور چیز ہو چکی ہے یا پھر یہ کہ تحریک کے مستقبل کے بارے میں ان کے ولولے سرد پڑ گئے ہیں۔ ان میں سے جو بات بھی ہو، وہ تحریک کے لئے پیام مرگ ہی ثابت ہو سکتی ہے۔

(۷) آزادیٔ فکر و رائے کی صحیح تربیت

ساتویں ضروری بات یہ ہے کہ تحریک کے خادموں میں اختلاف رائے تو ضرور ہو کہ یہ انسانی قوت فکر و تدبر کا فطری تقاضا ہے۔ مگر یہ اختلاف رائے انتشار فکر اور ذہنی طوائف الملوکی کی شکل ہرگز نہ اختیار کرنے پائے کہ یہ کج فکری اور سوء تدبر کی علامت ہے۔ آزادیٔ فکر و رائے ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔ اس حق کو اگر صحیح طریقے سے استعمال کیا جائے تو جماعت میں عمل کی صحت اور اقدام کی قوت پیدا کرتا ہے۔ لیکن اگر اس کا استعمال غلط طریقے سے کیا گیا تو اس کا نتیجہ بھی الٹا نکلتا ہے اور جماعت کو منتشر اور بے دم کر کے رکھ دیتا ہے۔ آزادیٔ

فکر و رائے کے صحیح استعمال کی شکل یہ ہے کہ غیر منصوص اور اجتہادی امور میں آراء کے کسر و انکسار سے کام لیا جائے۔ صحیح بات تک پہنچنے کے لئے کھلے دل سے بحث و گفتگو تو چاہے جتنی بھی ہو' ضرور کی جائے مگر آخر میں جب کوئی فیصلہ ہو جائے تو پھر اپنی رائے پر فریفتہ ہو رہنا' ایسی مہلک بیماری ہے جس کی موجودگی میں کسی جماعت کا اپنے مقصد کے لئے سرگرم سفر رہنا تو دور کی بات ہے' اس جماعت کا باقی رہنا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔

⑧ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے جذبے کا سرد پڑ جانا

آٹھویں ضروری بات یہ ہے کہ تحریک کے کارکنوں میں تواصی بالحق و تواصی بالصبر کا ایمانی ذوق کم نہ ہونے پائے' بلکہ اسے برابر بڑھاتے رہنے کا اہتمام رکھا جائے۔ ورنہ کہنے کو تو یہ اہل ایمان کا ایک ایسا قافلہ ہو گا جس کے افراد کے جسم ہی نہیں' ان کے دل بھی ملے ہوئے ہیں اور جن کے اندر اتباع دین اور استقامت علی الحق کے جذبات موجزن ہیں' مگر فی الواقع ان میں سے کوئی بات نہ ہو گی اور جب یہ باتیں نہ ہوں گی تو تحریک کی کامیابی کا بھی کوئی سوال باقی نہ رہ جائے گا۔

⑨ اطاعت امیر کا تصور اجاگر کرنے کی ضرورت

نویں اہم ضرورت یہ ہے کہ تحریک کے عام کارکن اپنے سربراہوں کے ساتھ "نصح" کا فرض پورے احساس فرض کے ساتھ ادا کرتے رہیں۔ اس کے دو پہلو ہیں: ایک تو یہ کہ معروف میں ان کی پوری پوری اطاعت کریں اور ان کے لئے اپنے دل میں محبت اور احترام کے جذبات رکھیں۔ دوسرے یہ کہ ان کے لئے فکری اور عملی ہر طرح کی لغزشوں سے بچنے کا ذریعہ بنیں۔

⑩ مایوسی یا اکتاہٹ کا سدباب

دسویں ضروری بات یہ ہے کہ تحریک کے داعی اور کارکن اپنے کام کے سلسلے میں' جسے انہوں نے اپنا فریضہ حیات سمجھ کر قبول کیا ہے' کبھی دل شکستگی' مایوسی اور اکتاہٹ کا شکار نہ ہوں۔ انہیں صرف چند روز کی کوششوں کے بعد یہ خیال نہیں کر لینا چاہئے کہ جس زمین پر ہم اس وقت کام کر رہے ہیں' وہ بنجر ہے اور لوگ بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اس قسم کی جلد بازی سخت خطرناک چال ہے۔ نفس اور شیطان کی اس چال کا ہرگز شکار نہ ہونا چاہئے اور نہ کسی دوسرے ہمراہی کو اس کا شکار بننے دینا چاہئے۔ آخر آدمی یہ کیوں سوچے کہ اس بارے میں سارا قصور مخاطب ہی کا ہے؟ یہ بھی کیوں نہ خیال کرے کہ خود میرے اپنے طریق دعوت میں بھی تو کوئی نقص ہو سکتا ہے' خود میرے اخلاق و اعمال کی شہادت میں بھی تو خامیاں ہی خامیاں ہیں۔ ایسی حالت میں اگر میری دعوتی کوششوں کا دوسروں پر خاطر خواہ اثر نہیں ہو رہا ہے تو اس کی ذمہ داری میں میرا بھی حصہ ہے۔

⑪ کامیابی ناپنے کا پیمانہ

اس ضمن میں جو اصل بات ہے وہ یہ ہے کہ داعی کو اپنی کامیابی ناپنے کا پیمانہ' دعوت کی کامیابی اور اس کے پھیلاؤ کو نہ بنانا چاہئے۔ کیونکہ یہ دونوں الگ الگ چیزیں ہیں۔ نظر اس پر جمی رہنی چاہئے کہ میں اپنی دعوتی ذمہ داریوں کو تا حد امکان پوری طرح انجام دوں' اس پر نہیں کہ اس کے محسوس کیا نتائج نکلتے ہیں۔ دعوت کے کام میں سستی اور مایوسی پیدا ہی اس وقت ہوتی ہے جب نظر کا کانٹا اس طرح بدل جاتا ہے۔ تحریک کی زندگی کے لئے بہت ضروری ہے کہ اس کے داعیوں میں فکر و نظر کی یہ سلامتی برقرار رہے۔

(مرسلہ : محمد رشید ارشد)

وہ اپنی منزل پہ کیسے پہنچیں گے راہِ صدق و صفا سے کٹ کر

—— شاہد حسن تابش ہاشمی' نئی دہلی ——

نظامِ دُنیا بدل رہا ہے' مگر نظامِ خدا سے کٹ کر
وہ اپنی منزل پہ کیسے پہنچیں گے راہِ صدق و صفا سے کٹ کر
خدا کے باغی سے جا کے کہہ دو امان تم کو نہ مل سکے گی
بنا لو چاہے نظام لاکھوں نظامِ ربُّ السّماء سے کٹ کر
قلوبِ مسلم یقین سے خالی جبینِ مسلم نشاں سے خالی
سوالِ لطف و کرم ہے پھر کیوں رہِ خلوص و وفا سے کٹ کر
بنامِ دیں وہ بھی گمرہی ہے جو اپنے منشا پہ چل رہے ہیں
بتانِ دنیا دلوں میں رکھ کر طریق خیر الوریٰ سے کٹ کر
گراؤ سنگ گراں قدم پر' چلاؤ تیر جفا بھی پیہم
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا چلیں نشانِ ہدیٰ سے کٹ کر
ہماری آہیں ہمارے نالے سبھی کے لب پر پڑے ہیں تالے
کسی کو اذنِ فغاں نہیں ہے طریق سلم علیٰ سے کٹ کر
ہمارے آقا ہمارے مولیٰ سلام تم پر درود تم پر
رجا شفاعت کی ہو گی کیونکر صلوٰۃ و صوم و دُعا سے کٹ کر
تمام در سے نراش ہو کے جو لوٹا میں تو ندا یہ آئی
کہ آ مرے در پہ میرے تابش حصارِ مکر و دغا سے کٹ کر

میاں نواز شریف کے بھاری بھرکم مینڈیٹ کا حاصل؟

تحریر : نعیم اختر عدنان

میاں محمد نواز شریف نے دوبارہ بر سراقتدار آتے ہی دو ٹوک انداز میں اپنے بھاری بھرکم مینڈیٹ کا حاصل بھارت سے مفاہمت اور دوستانہ تعلقات کا قیام قرار دیا تھا۔ مگر اس وقت یار لوگوں کی اکثریت نے میاں صاحب کے اس سنجیدہ بیان کو غیر سنجیدہ سمجھ کر نظرانداز کردیا۔

بھارت کے ساتھ تجارتی شعبے میں ٹھوس پیش رفت کے لئے نواز شریف صاحب نے اپنے بیٹے حسین نواز کو بھارت کے خفیہ دورے پر بھی بھیجا۔ بعض واقفانِ حال کا کہنا ہے کہ حسین نواز کا یہ "نجی" دورہ اس قدر کامیاب ہوا کہ آنے والا ہر دن اس دورہ کی کامیابی پر مہر تصدیق ثبت کرتا دکھائی دے گا۔

بھارت اور پاکستان کے مابین امن کے قیام کے لئے میاں نواز شریف کی "بے لوث" کوششیں جاری تھیں کہ بھارت میں رام راج کی علمبردار جماعت بی جے پی کے رہنما اور بھارتی وزیراعظم اٹل بہاری واجپائی نے ایٹمی دھماکے کرکے نواز شریف کی دوستی کے قیام کی کوششوں کا دھماکہ کردیا۔ مسٹر واجپائی کی طرف سے اس اظہار محبت کے جواب میں نواز شریف کو بھی بادل نخواستہ دھماکے کرنا پڑے۔ یوں مفاہمت اور دوستی میں وقتی طور پر رخنہ پیدا ہو گیا مگر پاکستان کے "مہاتما گاندھی" نواز شریف نے اس کو چنداں وقعت نہ دی۔ چنانچہ نواز شریف کی پرخلوص کوششوں سے واجپائی لاہور تشریف لائے تاکہ دونوں ممالک کی نہ ختم ہونے والی دشمنی کو دوستی میں بدلا جاسکے! قاضی صاحب نے "نواز' واجپائی بھائی بھائی" کا نعرہ لگاکر محض زبانی کلامی نواز شریف کی کوششوں کو "خراج تحسین" ہی پیش نہیں کیا بلکہ سفارت کاروں کی گاڑیوں پر پتھراؤ کرکے میاں صاحب کی کوششوں کو عملی طور پر بھی "تقویت" بہم پہنچائی۔ اس حوالے سے نوائے وقت کا کردار بھی خاص اہم ہے جس نے میاں صاحب کی بھارت سے دوستی کی خواہش کی خوب "پذیرائی" کی جس کی داد کئی مواقع پر میاں صاحب نے بنفس نفیس محترم مجید نظامی کو دی۔ نیکی کے کام میں رکاوٹیں تو آتی ہیں سو میاں صاحب کے بھارت سے دوستانہ تعلقات کے "پوتر" جذبات کو بھی قدم قدم پر رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔

مجاہدین کشمیر اور پاک فوج کے مشترکہ ایڈونچر نے اسی طرح کی ایک بڑی بلکہ ناقابل عبور رکاوٹ "کارگل" کی صورت میں کھڑی کردی۔ میاں صاحب نے جرأت مندانہ فیصلہ کرنے اور دلیرانہ قدم اُٹھانے کا فیصلہ کرلیا۔ چنانچہ وہ اہل لاہور کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے باغ جناح لاہور سے سیدھے واشنگٹن پہنچ گئے۔ پھر دونوں عالمی رہنماؤں میں رازونیاز کی حامل طویل ملاقات ہوئی۔ نواز کلنٹن ملاقات کا نتیجہ اعلان واشنگٹن کی صورت میں ظاہر ہوگیا اور یوں میاں صاحب کارگل کی ناقابل عبور رکاوٹ عبور کرنے میں بھی کامیاب ہوگئے۔ نواز شریف نے مجاہدین کو کارگل سے پسپائی اختیار کرنے کا "تاریخی سبق" اس ادا سے پڑھایا کہ "اپنے" بھی میاں صاحب کی اس "سفارتی کامیابی" کو ہضم نہ کرسکے۔ چنانچہ اب میاں صاحب پر ہر طرف سے بیانات کی گولہ باری کا آغاز ہوچکا ہے۔ کارگل پر "تاریخی پسپائی" اختیار کرنے والے "شیردل" وزیراعظم کے خلاف "ظالم بھاگ قاضی آرہا ہے" جیسی طلسماتی شخصیت نے نواز شریف حکومت کے خلاف جماعت اسلامی کے کارکنوں اور پاسبان کے جیالوں کو سرعت اور پھرتی سے میدان میں لاکر کارگل کا محاذ پاکستان کے گلی کوچوں میں بھی گرم کردیا ہے۔

میدان سیاست میں اس گرم بازاری میں میاں صاحب کب تک ڈٹے رہیں گے' یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا تاہم نوائے وقت کے اداریوں اور قاضی صاحب کے ملین مارچ نے نواز شریف کی بھارت سے دوستی اور کشمیریوں سے "اظہار یکجہتی" کی یکطرفہ کوششوں کو سبوتاژ کرنے کی طرف کامیاب پیش قدمی کا آغاز کردیا ہے۔ بالآخر اس محاذ آرائی کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ اس سے قطع نظر ہم دست بستہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ میاں نواز شریف ڈٹے رہو چاہے پوری قوم تمہارے خلاف ہو!

اصلاح احوال

دین سے مذہب تک تنزلی کا سفر

محمد یعقوب عمر

آج سے چودہ سو سال پیشتر بھی ہندوستان کی راجدھانی ایک وسیع رقبہ پر پھیلی ہوئی تھی۔ کشمیر اور پاکستان کے علاوہ نیپال کا کچھ حصہ بھی اس میں شامل تھا۔ ہندوستان میں بہت سی نسلوں پر مشتمل ایک کثیر آبادی کا مذہب ہندومت تھا۔ ہندومت میں چار تقسیمیں تھیں جو آج بھی ہیں۔ چوٹی کی ذات برہمن ہے پھر کھشتری' ویش اور شودر ہیں۔ اس مذہب کی کتابیں ویدوں پر مشتمل ہیں اور ان کتابوں پر برہمنوں کی اجارہ داری ہے۔ شودروں کے لئے تو یہ بھی روا نہیں کہ وہ ان کتابوں کو دیکھ یا سن سکیں۔

ہندوستان میں دین اسلام محمد بن قاسم' صوفیاء کرام کے ذریعے اور مسلمان فاتحین یعنی محمود غزنوی' شہاب الدین غوری' شیر شاہ سوری' ظہیر الدین بابر اور احمد شاہ ابدالی کے ذریعے آیا۔ یہاں کے لوگ چونکہ ہندو مذہب سے منسلک رہے لہٰذا اسلام کو سطحی طور پر قبول کرلینے کے باوجود وہ اس کی اصل حقانیت سے دور رہے۔ جس کی اصل وجہ قرآن اور حدیث کے فہم سے دوری تھی۔ کیونکہ جس طرح ہندومت میں برہمنوں نے اس مذہب کی کتابوں پر اجارہ داری قائم رکھی تھی اسی طرح قرآن و حدیث کو پڑھنے اور سمجھنے والوں نے اسے اپنی حد تک محدود رکھا۔ بات یہاں تک ہی نہ رہی بلکہ یہ کہا جاتا رہا کہ اس کو پڑھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ اس پر محض انگلی پھیر کر ثواب کمانے کی رسم ڈالی گئی۔ اس کتاب کی عظمت کے قصیدے کہے جانے لگے اور یوں مسلمانوں کو عمل سے بیگانہ کردیا گیا۔ اسے چومنے اور قسم کھانے کا رواج ڈال دیا گیا۔ شادی بیاہ کے موقع پر دلہن کے سر پر اس کا سایہ کیا جانے لگا جبکہ قرآن کے نزول کا یہ مقصد ہرگز نہیں تھا۔

قرآن حکیم اور احادیث مقدسہ تو حیوان کو انسان' انسان کو مسلمان اور مسلمان کو مومن کے درجات کی طرف رہنمائی بہم پہنچاتی ہیں۔ اس رہنمائی کی بدولت ایک امت اور ایک وحدت وجود میں آتی ہے۔ مگر یار لوگوں نے اپنے پیٹ کو ترجیح دی اور قرآن و حدیث کی تعلیم کی بجائے فقہ کو عام کیا۔ جس کے نتیجے میں ہر گروہ نے اپنی من پسند فقہ کے مدارس قائم کئے اور فقہ کی تعلیمات کی بنیاد پر دوسرے گروہ کو کافر قرار دے دیا۔ یوں عمل سے بیگانہ مسلمان ان فرقہ پرستوں کے ہتھے چڑھ گیا اور امت کا شیرازہ بکھر گیا۔

کاش! ہم قرآن و سنت کی روح کو از خود سمجھیں اور یہ تب ہی ہوگا جب ہم عربی سیکھ کر قرآن و حدیث کو بغیر کسی ترجمے کی مدد کے غور و فکر سے پڑھیں گے اور سمجھیں گے وگرنہ ہری پگڑیاں' سفید پگڑیاں اور کالی پگڑیاں ہماری شناخت رہیں گی۔

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ کراچی

امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد اور ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالخالق ۹ جولائی کی شب کراچی تشریف لائے۔ ۱۰/جولائی کی صبح انفرادی ملاقاتوں کے لئے وقف تھی۔ اسی شام بعد نماز مغرب انہوں نے امیر حلقہ سندھ کی صاحبزادی کا نکاح رفیق تنظیم اسلامی ماجد محمود صدیقی کے ساتھ پڑھایا۔ نکاح کی تقریب مسجد الاقصیٰ گلشن اقبال میں انتہائی سادگی کے ساتھ منعقد ہوئی۔ خطبۂ نکاح کی وضاحت کرتے ہوئے امیر محترم نے کہا کہ اس میں سب سے زیادہ زور تقویٰ پر دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ تقویٰ کی روش اختیار کرنے سے نہ صرف ازدواجی زندگی پرسکون گزرتی ہے بلکہ زندگی کے ہر شعبے میں دین پر عمل میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں انہوں نے جدید دانشوروں کے اس موقف پر کہ اسلام میں پردہ ضروری نہیں' سوال کیا ہے کہ اگر ایسا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ نکاح کی اس تقریب میں دلہن موجود نہیں' بلکہ وہ خواتین کے ہمراہ الگ مقام پر پردے کے اہتمام کے ساتھ ہے۔ جہیز کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں اور نہ ہی لڑکی والوں کی طرف سے کھانا پیش کیا جانا ضروری ہے۔ یہ اور اسی قسم کی دوسری رسمیں ہم نے خود پیدا کرلی ہیں اور اسراف کے مرتکب ہو رہے ہیں جس کے نتیجے میں لڑکیوں کی شادی ایک مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ ہمیں ہر اس رسم کو ترک کردینا چاہئے جس کا ثبوت قرآن و سنت میں موجود نہ ہو۔

۱۱/ جولائی کو صبح دس بجے امیر محترم کی رفقاء کے ساتھ ایک خصوصی نشست رفیق تنظیم اسلامی سیف اللہ پراچہ کے دفتر واقع العمراسٹیٹ' شارع فیصل پر منعقد ہوئی جہاں موصوف نے دینی ویڈیو میگزین جاری کرنے کے لئے ایک اسٹوڈیو بنایا ہے۔ امیر محترم نے رفقاء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اعلان واشنگٹن کے نتیجے میں ملک میں بے چینی پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے حکومت کے خلاف ایک پرزور تحریک کے لئے میدان ہموار ہوچکا ہے۔ تاہم ہم اس تحریک میں شامل ہونے کی بجائے اپنی توجہ اپنے کام پر مرکوز رکھیں گے جس طرح ہم نے ۱۹۷۷ء کی تحریک کے موقع پر موقف اختیار کیا تھا بعد ازاں رفقاء کو ۹ جولائی کے امیر محترم کے خطاب جمعہ کا کیسٹ سنوایا گیا۔ اسی شب امیر محترم نے ماجد محمود کی دعوت ولیمہ میں شرکت کی۔

۱۲جولائی کی صبح انفرادی ملاقاتیں ہوئیں بعد ازاں ۱۱ بجے سے ایک بجے تک ناظمہ علیہ تنظیم اسلامی کی کراچی کی حلقہ خواتین کے ساتھ خصوصی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز مغرب امیر محترم نے پروفیسر منظور احمد وائس چانسلر' ہمدرد یونیورسٹی کی رہائش گاہ پر عشائیہ میں شرکت کی۔ اس دوران مختلف موضوعات پر تبادلہ خیال ہوا۔

۱۳/جولائی کی صبح امیر محترم نے ایک سالہ کورس میں شریک رفقاء سے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں' انہوں نے تحریک آگہی کے پروفیسر ڈاکٹر دلدار قادری سے ملاقات کی جو قرآن اکیڈمی میں اپنے وفد کے ہمراہ تشریف لائے تھے۔ اس دورے کی آخری مصروفیت وہ جلسہ سیرت النبیؐ تھا جس سے امیر محترم نے خطاب کرنا تھا۔ اس کا انتظام تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبر۱ اور نمبر۲ نے مشترکہ طور پر کیا تھا۔ موضوع "عظمت مصطفیٰؐ" تھا۔ امیر محترم نے اپنی تقریر میں عظمت مصطفیٰؐ کے انقلابی پہلو کو اجاگر فرمایا اور اس حوالے سے منہج انقلاب نبویؐ بڑی تفصیل کے ساتھ شرکاء کے سامنے پیش کیا۔ اس سے قبل انجینئر نوید احمد نے اتباع رسول کے موضوع پر مختصر خطاب کیا۔ جلسہ عام رات ساڑھے گیارہ بجے ختم ہوا۔

دوسری صبح امیر محترم نے تنظیم اسلامی کی ہفت روزہ تربیت گاہ کے شرکاء سے خطاب کیا' اور بعد ازاں لاہور روانگی کے لئے عازم سفر ہوئے۔ (رپورٹ : محمد سمیع)

تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی و غربی کے زیر اہتمام شب بسری

مورخہ ۶ جولائی ۱۹۹۹ء مسجد العزیز پیپلز کالونی میں شب بسری کا انعقاد ہوا۔ ہر ماہ دو دفعہ شب بسری کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس کے لئے نماز مغرب کے وقت رفقاء مسجد میں جمع ہوئے۔ بعد از ادائیگی نماز رفقاء سے کہا گیا کہ وہ باری باری اپنی دعوت لوگوں تک پہنچانے کی عملی مشق کریں۔ یعنی یہ ایک تربیتی پہلو تھا۔ جس سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

نماز عشاء کے بعد کفیل احمد ہاشمی صاحب نے "دجالی فتنہ" پر سورہ کہف کے حوالے سے خطاب کیا' جس میں رفقاء کے علاوہ حسب معمول دوسرے نمازی حضرات بھی شامل تھے۔ درس قرآن کے بعد کھانا تناول کیا گیا۔ کھانے کے بعد کتاب "دعوت دین اور اس کا طریقہ کار" کا مطالعہ کیا گیا۔ تقریباً ۱۲ بجے رفقاء سو گئے۔

پھر صبح ۳.۳۰ بجے رفقاء بیدار ہوئے اور قرآن پاک کی ایک سورت کا حسب معمول لفظی ترجمہ کیا گیا۔ بعد ازاں فجر کی نماز ادا کی گئی اور نماز فجر کے بعد ملک احسان الٰہی صاحب نے درس حدیث دیا اور اس کے بعد یہ ایمان پرور پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں ۱۰ رفقاء نے شرکت کی۔ (رپورٹ : محمد فاروق نذیر)

تنظیم اسلامی فیصل آباد شرقی و غربی کے زیر اہتمام ۲۰ جولائی بروز منگل مسجد العزیز پیپلز کالونی میں شب بسری کا دوسرا پروگرام ہوا۔ تقریباً ۱۸۸ رفقاء نے اس پروگرام میں شرکت کی۔ نماز مغرب کے بعد تجوید کی کلاس ہوئی۔ رفقاء کو دو گروپوں میں تقسیم کردیا گیا۔ پہلے گروپ کو شیخ محمد سلیم اور دوسرے کو حافظ محمد ارشد نے تجوید کی کلاس پڑھائی۔ یہ سلسلہ نماز عشاء سے قبل ختم ہوگیا۔ نماز عشاء کے بعد کفیل احمد ہاشمی صاحب نے خطاب کیا۔ ان کے خطاب کا عنوان "مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارے دینی فرائض" تھا۔ رفقاء کے علاوہ تقریباً (۱۵) افراد نے اس خطاب کو سنا۔ کفیل احمد ہاشمی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر بے چون وچرا عمل ہی باعث نجات ہے جبکہ اپنی مرضی سے کچھ احکام پر عمل کرنا اور کچھ سے پہلوتہی کرنا نفاق کی علامت ہے جس کی سزا کفر سے بھی سخت ہے۔ انہوں نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک مدلل گفتگو کی۔ اس خطاب کے بعد رفقاء نے کھانا کھایا اور سونے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔

اگلے روز نماز فجر سے کافی پہلے ہی رفقاء بیدار ہوئے۔ نماز تہجد سے فارغ ہو کر تمام رفقاء نے سورہ محمد ﷺ کا اجتماعی مطالعہ ترجمہ کے ساتھ کیا۔ نماز فجر کے بعد امیر شرقی تنظیم ملک احسان الٰہی صاحب نے درس حدیث دیا اور یوں یہ شب بسری اختتام پذیر ہوئی۔ (رپورٹ : محمد نعمان اصغر)

تنظیم اسلامی پنجاب جنوبی کا احتجاجی مظاہرہ

فلموں' ڈراموں اور پرنٹ میڈیا میں خواتین کی فحش تصاویر چھاپنے کے خلاف تنظیم اسلامی پنجاب جنوبی نے ۶/جولائی بروز منگل صبح دس بجے تا گیارہ بجے دن قومی اخبارات کے دفاتر کے باہر مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے بینرز اٹھائے ہوئے تھے جس پر فحاشی کے خاتمے کے نعرے درج تھے۔ تنظیم اسلامی ملتان کے ناظم سعید اظہر عاصم نے کہا کہ ملک میں بڑھتی ہوئی فحاشی یہودی لابی کی سازش ہے۔ یہودی مسلمان کو دینی تعلیمات سے دور کرکے انہیں اپنی تاریخ سے غافل کر رہے ہیں۔ پاکستان میں فحاشی پھیلانے والے مذہب اور ملک کے دشمن ہیں۔

انتقالِ پُر ملال

۱) آغا امان اللہ خان' رفیق تنظیم اسلامی کراچی ضلع وسطی نمبر۱ کے بہنوئی کا ملتان میں انتقال ہو گیا ہے۔

۲) معتمد' تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۲ محمد یامین کی والدہ رحلت فرماگئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

انجمن خدام القرآن جھنگ : 25 روزہ قرآنی تربیت گاہ کا جلسہ تقسیم اسناد

۱۱ جولائی بروز اتوار ساڑھے نو بجے گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کے اسلامیہ ہال میں 25 روزہ قرآنی تربیت گاہ کا جلسۂ تقسیم اسناد منعقد ہوا۔ اس تقریب کے مہمان خصوصی محترم پروفیسر خلیل الرحمٰن پرنسپل گورنمنٹ کالج ٹوبہ تھے' سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب انجینئر مختار حسین فاروقی نے سرانجام دیئے۔ جناب اعجاز احمد نے تلاوت قرآن مجید سے پروگرام کا آغاز کیا۔ پروفیسر غلام رسول قرطبہ سائنس کالج' رائے اعجاز احمد صدر الاخوان ضلع جھنگ اور پروفیسر حافظ عبدالعزیز سلیانہ صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ کالج جھنگ بھی تقریب میں شریک ہوئے۔

پروفیسر خلیل الرحمٰن صاحب نے تربیت گاہ کے 30 شرکاء میں اسناد اور کتب تقسیم کیں۔ اس کے بعد قرآنی تربیت گاہ میں شریک چند شرکاء نے اپنے تاثرات بیان کئے :

محمد منظور صاحب لیکچرار شعبہ ریاضی نے کہا کہ دعوت کا کام امت مسلمہ کا اہم فریضہ ہے۔ اس کورس سے ہمیں امت مسلمہ کے زوال اور دوبارہ عروج حاصل کرنے کا علم ہوا۔ انہوں نے کورس میں مضامین کا ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی کا ذکر بھی کیا۔

عرفان الحسن صاحب' جو بی ایس سی کے سٹوڈنٹ ہیں' نے کہا کہ ہمیں اغیار کی سازشوں کا علم ہوا۔ ہمیں چاہئے کہ اللہ کی رسی یعنی قرآن حکیم کو مضبوطی سے تھامیں اور اسے عام کرنے کی کوشش کریں۔

ملک عبدالمجید صاحب' ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول' نے کہا کہ قرآن حکیم تزکیہ نفس کا ذریعہ ہے۔ شرکاء کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ کورس کے ذریعے حاصل شدہ علم کو دوسروں تک پہنچائیں اور اسے مردہ نہ ہونے دیں۔

قمر سلطان صاحب' جو آج کل سی ایس ایس کی تیاری کر رہے ہیں' نے کہا کہ قرآن حکیم ہر ایک کے لئے ہدایت ہے۔ اسلام اس وقت ہر شعبہ زندگی میں مغلوب ہے۔ ہم اپنے کردار سے اسلام کو غالب کر سکتے ہیں۔

محمد ہاشم عثمان صاحب' جو سٹیٹ لائف میں آفیسر ہیں' نے کہا کہ محترم فاروقی صاحب نے جو کچھ ہمیں اس تربیت گاہ میں پڑھایا ہے وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ فاروقی صاحب کا طریقہ تدریس نہایت عمدہ' آسان اور نئی روح بیدار کردینے کا ذریعہ تھا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم فاروقی صاحب کے جذبہ عمل کی تائید کرتے ہوئے ان کے دست و بازو بنیں۔

مہر محمد افضل گھمیانہ صاحب جو تربیت گاہ کی 25 روز کی آڈیو ریکارڈنگ کے نگران تھے اور ڈاکٹر اور شاعر وادیب ڈاکٹر محسن گھمیانہ کے بھائی بھی ہیں' نے کہا کہ علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت کا فریضہ ہے۔ قرآن حکیم کے علم کے ذریعے موجودہ حالات کا تجزیہ کرکے صحیح رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔

ریٹائرڈ پروفیسر غلام سرور صاحب جو قرطبہ سائنس کالج کے پرنسپل ہیں' نے کہا کہ مجھے بے حد شوق تھا کہ میں عربی زبان کا علم حاصل کروں لیکن یہ عجیب اتفاق ہے کہ بنیادی عربی گرامر کے ساتھ مطالعہ قرآن و حدیث' کلام اقبال اور تاریخ اسلام کو ایک نئے انداز سے پڑھنے کا موقع ملا۔ یہ کورس میری زندگی کے شاہکار لمحات میں سے ہے۔ میں نے اس کورس کو اپنی زندگی کے لئے بے حد مفید پایا۔

گورنمنٹ کالج جھنگ میں بی اے کے طالب علم محمد ریاض صابر صاحب نے کہا کہ جب مجھے اس کورس کا علم ہوا تو میرا خیال یہ تھا کہ یہ تنظیم بھی اپنے عقائد و نظریات کی تبلیغ کرے گی اور اس کورس میں ایک فرقہ کو دوسرے فرقہ پر سبقت لے جانے کا فن بتایا جائے گا۔ چنانچہ میں نے اپنے دوست ممتاز حسین سے کہا کہ ہم پہلے دن جاکر دیکھیں گے کہ کورس ہمارے معیار کے مطابق ہے یا نہیں۔ ہم نے جب پہلے دن کورس میں شرکت کی تو یوں محسوس ہوا جیسے ہم پر کسی کا جادو ہو گیا ہو۔ ریاض صاحب کی حاضری 100 فیصد تھی اور انہوں نے اس کورس میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔

ممتاز حسین صاحب نے کہا کہ مطالعہ قرآن کا پیریڈ ہو یا حدیث کا' کلام اقبال کا مضمون ہو یا تاریخ اسلام کا فاروقی صاحب کا انداز تدریس منفرد رہا۔ ہماری خواہش ہے کہ فاروقی صاحب آئندہ اس طرح کی تربیت گاہ کا انعقاد دیہاتی علاقوں میں بھی کریں۔

اس کے بعد محترم فاروقی صاحب نے دعوت رجوع الی القرآن کی اہمیت اور فضیلت اور قرآن حکیم سے مضبوط تعلق قائم کرنے پر اظہار خیال کیا۔ بعد ازاں مہمان خصوصی محترم پروفیسر خلیل الرحمٰن نے مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن مجید پر ایمان لانا' اس کو پڑھنا' اس کو حسب لیاقت و حیثیت سمجھنا' اس پر عمل کرنا اور اس کو دوسروں تک پہنچانا قرآن مجید کے حقوق میں شامل ہیں۔ دعا کے بعد یہ پروگرام ختم ہوا۔

پروگرام میں 30 مستقل شرکاء تربیت کے علاوہ لگ بھگ 150 احباب و معززین شہر نے شرکت کی۔

(رپورٹ : محمد سعید انور)

تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ

کا دو روزہ دعوتی و تربیتی کیمپ

۲۴ اور ۲۵ جولائی کو تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے زیر اہتمام کمال آباد' ڈھوک سیداں روڈ پر دو روزہ دعوتی اور تربیتی کیمپ لگایا گیا۔ جس کا مقصد دعوت دین کو لوگوں تک پہنچانا اور انہیں اقامت دین کی فرضیت سے آگاہ کرنا تھا۔ اس سلسلے میں "دین اور مذہب کا فرق" نامی پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔

کیمپ کا آغاز ۲۴ جولائی کی صبح ۹ بجے ہوا۔ یہ کیمپ اگرچہ بر لب سڑک لگایا گیا تھا لیکن تربیتی پروگراموں کے لئے قریبی سکول میں جگہ حاصل کی گئی تھی۔ کیمپ کے آغاز میں تنظیم اسلامی راولپنڈی کینٹ کے امیر جناب رؤف اکبر صاحب نے رفقاء تنظیم کے سامنے کیمپ کے مقاصد بیان کئے اور مختلف ہدایات دیں۔ اس کے بعد جناب ممتاز احمد صاحب نے سنتوں کی اہمیت پر گفتگو کی اور بتایا کہ ہمیں ۲۴ گھنٹے میں ہر کام سنت نبویؐ کے مطابق کرنا چاہئے' اس طرح ہمارا کام بھی ہو گا اور ہمیں اجر بھی حاصل ہو گا۔

بعد ازاں رفقاء کی مختلف جماعتیں گشت اور پمفلٹ کی تقسیم کے لئے روانہ کی گئیں۔ اِس دوران ذاتی رابطے کے ذریعے بھی لوگوں کو دین کی دعوت دی گئی۔ گشت سے واپسی پر جناب رؤف اکبر صاحب نے سورۂ عنکبوت کی آیات نمبر ۶۴ تا ۶۹ کا درس دیا۔ جس میں انہوں نے بتایا کہ کامیابی ان ہی لوگوں کو حاصل ہو گی جو اللہ پر توکل رکھتے ہیں' شکر ادا کرتے ہیں اور اس کے دین کے لئے مصائب اور مشکلات جھیلتے ہیں۔ درس کے بعد راقم نے جمہوریت' خلافت اور پاکستان پر لیکچر دیا گیا۔ جس میں راقم نے کہا کہ بہترین نظامِ حکومت' نظامِ خلافت ہی ہے۔ دنیا کے کسی بھی نظامِ حکومت کو اس کے برابر قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ اسلام ہی دنیا کو امن و سکون والا بہترین نظام حکومت دے سکتا ہے۔ اس لیکچر کے بعد کھانے اور نماز ظہر کا وقفہ کیا گیا۔

۲۴ جولائی کی شام کو مندرجہ ذیل مقامات تین پر دروس قرآن کا اہتمام کیا گیا :

۱) برمکان محمد ارزم بھٹی صاحب۔ جہاں مدرس جناب شمیم احمد تھے۔

۲) برمکان بشیر محمد شاد صاحب یہاں مدرس امجد سعید اعوان تھے۔

۳) برمکان رؤف اکبر صاحب' مدرس اشتیاق حسین صاحب تھے۔

ان دروس میں جہاد کے مراحل کو بخوبی واضح کیا گیا۔ احباب کی بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء تمام رفقاء میری ڈیل پبلک سکول میں قائم کئے گئے تربیتی کیمپ میں اکٹھے ہو گئے۔ جہاں پر رفقاء کو مسنون دعائیں یاد کرائی گئیں اور ان دعاؤں کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے پر زور دیا گیا۔

۲۵ جولائی کو بعد نماز فجر درس حدیث ہوا۔ ناشتے کے وقفے کے بعد "فتنہ دجال اور عالمی یہودی استعمار" کے موضوع پر جناب طارق محمد صاحب نے لیکچر دیا۔ اس طویل اور پر مغز لیکچر میں انتہائی عمدگی کے ساتھ یہودیوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا گیا تھا' جو وہ اسلامی دنیا کے خلاف کرتے رہتے ہیں۔ لیکچر کے بعد جناب رؤف اکبر صاحب نے درس حدیث دیا۔ درس کے بعد چائے کا وقفہ ہوا۔ اس دوران بارش کے باعث مختلف چوراہوں پر Corner Meetings کا پروگرام ملتوی کرنا پڑا۔ تاہم بارش کے دوران وقت کو ضائع نہیں کیا گیا بلکہ ایک مذاکرے کا اہتمام کیا گیا جس میں رفقاء کو سوالات کے ذریعے

تنظیم اسلامی کے قیام کے اغراض و مقاصد اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا گیا۔ اس کے بعد "دین اور مذہب کا فرق" پر جناب شمیم احمد صاحب نے ایک رجامع لیکچر دیا اور اسلام کے سیاسی' سماجی اور معاشی نظام کو خوبصورتی سے واضح کیا۔ انہوں نے دینی فرائض کا جامع تصور بھی ایک دیوار گیر بینر (Banner) کے ذریعے جس پر دین کی سہ منزلہ عمارت دکھائی گئی تھی' انتہائی آسان الفاظ میں بیان کیا۔

کیمپ میں کتابوں کا مکتبہ بھی لگایا گیا تھا۔ دن میں امیر محترم کی مختلف آڈیو کیسٹ سنوائی جاتی رہیں جبکہ مغرب کے بعد ویڈیو پر امیر محترم کے خطابات اور درس ویڈیو کے کیسٹ بھی دکھائے گئے۔

ناظم تربیت رانا عبدالغفور صاحب کی دعا پر اس کیمپ کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : شادمان مسعود صدیقی)

تنظیم اسلامی لاہور شرقی کا ماہانہ اجتماع

شرقی تنظیم کا ماہانہ اجتماع ۲۸ جولائی بروز بدھ بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ احمد فاروق صاحب نے درسِ قرآن دیا۔ انہوں نے سورۂ نور کے آخری رکوع اور سورۂ توبہ کی آیت ۴۳ تا ۴۷ کی روشنی میں اجتماعی زندگی کے دوران پیش آنے والے ایک اہم مسئلے کی طرف توجہ دلائی۔ انہوں نے کہا کہ اجتماعی یا جماعتی زندگی کے نظم کا تقاضا ہے کہ جب لوگ کسی اجتماعی عمل میں شریک ہوں اور اتفاقاً وہاں سے جانے کی ضرورت پیش آ جائے تو امیر جماعت کی اجازت کے بغیر وہاں سے نہ جائیں۔ اور ضرورت بھی واقعی کوئی شرعی عذر ہو تو اجازت لی جائے ورنہ نہیں۔ اگر اجازت نہ ملے تو اپنے دل میں برا نہ جانیں بلکہ اجتماعی عمل میں بھرپور شرکت کریں۔

اس کے بعد نقباء نے اپنی ماہانہ کارکردگی اور اپنے رفقاء کی حاضری کا جائزہ لیا۔ اس کا مقصد نقباء اور رفقاء کو مزید فعال بنانا تھا۔ جناب رشید ارشد صاحب نے مطالعہ لٹریچر کے حوالے سے "اسلام کی نشاۃ ثانیہ" کا مختصر مطالعہ کروایا۔ انہوں نے بتایا کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ہمیں ایسے ذہین نوجوانوں کی ضرورت ہے جو قرآن کی حکمت سے بھی واقف ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ فلسفہ' سیاسیات اور معاشیات جیسے عمرانی علوم میں مہارت رکھتے ہوں' کیونکہ ایسے باہمت نوجوان ہی قرآنی فکر کو عام و خاص تک پہنچا سکتے ہیں اس کے لئے انہوں نے بالخصوص نوجوانوں کو ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کرنے کی ترغیب دی۔

آخر میں جناب حافظ جاوید نواز صاحب نے درس حدیث دیا اور اطاعت امیر کی اہمیت واضح کی۔ اس طرح یہ اجتماع عشاء کی نماز سے پہلے دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ : ذیشان دانش خان)

حلقہ لاہور کا شب بسری پروگرام

۳۱/ جولائی بروز ہفتہ قرآن اکیڈمی لاہور میں بعد نماز مغرب شب بسری کا پروگرام شروع ہوا۔ مغرب کی نماز کے بعد رفقاء و احباب کے لئے کھانے کا بندوبست تھا۔ کھانے کے بعد بریگیڈیئر غلام مرتضیٰ نے سورۂ عبس پر درس دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ سورۃ ثابت کرتی ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے' جیسا کہ مستشرقین کہا کرتے تھے کہ نعوذ باللہ یہ حضورؐ نے خود تخلیق کیا ہے' کیونکہ اگر ان کا اعتراض صحیح ہوتا تو صاحب کلام خود اپنے اوپر تنقید نہیں کیا کرتا جیسا کہ اس سورۂ مبارکہ میں بتایا گیا ہے کہ حضورؐ نے ایک نابینا صحابی سے اعراض کیا جس پر اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس سورۃ کا حاصل یہ ہے کہ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے' وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور ہدایت کا ذریعہ قرآن ہی ہے اور قرآن کی دعوت سب کو دی جائے۔ کسی کو مال و دولت یا رنگ و نسل کی بنا پر کسی پر کوئی فضیلت نہیں۔ اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

نماز عشاء کے بعد مبشر صاحب نے درس حدیث دیا۔ انہوں نے اس حدیث کے حوالے سے جس میں حضور ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ جس کو خیر سے نوازتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے"' کہا کہ تنظیم اسلامی کے رفقاء کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا کی اور تنظیم میں شامل ہونے کی توفیق دی۔ لہٰذا جو حضرات فرائض دینی کے جامع تصور کو سمجھ چکے ہیں ان کے لئے لازم ہے کہ وہ دین کو غالب کرنے کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔

شیخ نفیس صاحب نے حکایات سعدی کے عنوان سے شیخ سعدیؒ کی چند حکایات سنائیں جو نہایت سبق آموز تھیں۔ انہوں نے رفقاء کو شیخ سعدیؒ کی تصانیف "گلستان سعدی" اور "بوستان سعدی" پڑھنے کی دعوت دی اور بتایا کہ کلاسیکل ادب میں شیخ سعدیؒ کا معیار بہت بلند ہے۔ انہوں نے "بادشاہ اور عجمی غلام" والی حکایت سنائی جس سے شیخ سعدی نے یہ نتیجہ نکالا کہ انسان کو اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب وہ اس کے پاس نہیں ہوتیں' لہٰذا ہمیں ہر وقت' ہر حال میں اللہ کا شکر بجا لانا چاہئے۔ دوسری حکایت کے مطابق جب ہارون الرشید نے مصر فتح کیا تو اس نے ایک ان پڑھ غلام کو وہاں کا حکمران بنا دیا۔ اس سے شیخ سعدی یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب رزق اور دولت و ثروت دیتا ہے' لہٰذا دولت و ثروت کا حصول عقل و دانائی یا محنت سے ممکن نہیں ہوتا بلکہ یہ اللہ کا فضل ہوتا ہے۔

اس کے بعد حلقہ لاہور کے امیر مرزا ایوب بیگ صاحب نے تنظیم اسلامی کی تعارفی مہم کے دوسرے مرحلے سے رفقاء کو آگاہ کیا اور اُن کو ذہناً تیار کیا کہ ان پر ایک بھاری ذمہ داری آنے والی ہے جس کیلئے وہ تیار رہیں۔ اس کے بعد مختلف رفقاء نے "حالات حاضرہ اور موجودہ صورتحال میں ہماری دینی ذمہ داریاں" کے حوالے سے اظہار خیال کیا۔ رات ۱۲ بجے سونے کا وقفہ ہوا۔ فجر کی نماز کے بعد عارف رشید صاحب کا درس قرآن تھا۔ انہوں نے سورۂ روم کی آیات کے حوالے سے جن میں حقیقی یا اکتسابی ایمان کے حصول کا طریقہ بتایا ہے' کہا کہ سلیم الفطرت انسان آفاق و انفس میں غور و فکر کے نتیجے میں شعوری ایمان حاصل کرتا ہے اور ان میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں ۔

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ
مشرق سے ابھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ

یعنی ہم قرآنی آیات اور مظاہر کائنات میں چھپی نشانیوں پر غور و فکر کر کے حقیقی ایمان حاصل کر سکتے ہیں۔ دعا پر شب بسری کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ : ذیشان دانش خان)

خواتین اور دوشیزاؤں کیلئے اصلاحی معلوماتی تحریکی رسالہ

حجاب میگزین

جولائی کا شمارہ منظر عام پر آچکا ہے
چہرے کا پردہ جلد کے کینسر سے محفوظ رکھتا ہے، (تحقیق)
پھلوں کا زیادہ رس بچے کی نشوونما میں رکاوٹ ہے، (تحقیق)
بچوں میں خوف کا مسئلہ وٹامن سی بچوں کی اہم ضرورت
دانتوں کا محافظ، جوڑوں کا درد
فرسودہ رسومات، اسلام میں عورت کا مقام، جہیز ایک ناسور
جہاد کشمیر ایمان افروز واقعات، صحابیات کا جہادی کردار
افسانے، کڑھنا چھوڑیئے، اصلی چہرہ، خوابوں کی آزمائش
عزت افزائی، میں تمہاری ماں ہوں، فرنٹ سیٹ، ادھورا خواب
اس کے علاوہ آواز نسواں، خواتین کی دنیا، مزاح، باورچی خانہ
میک اپ، ٹی وی کارنر قومی سیاست، غزلیں، بچوں کا صفحہ اور وہ
سب کچھ جو خواتین اور دوشیزائیں پڑھنا پسند کریں۔
قیمت فی شمارہ 18 روپے سالانہ 200 روپے امریکہ یورپ
جاپان آسٹریلیا 35 ڈالر مشرق وسطی 120 ریال ہر بکسٹال اور
تحریکی ہاکر سے طلب کریں ،، تحریکی ہاکر سے نمونہ فری
منگوائیں۔
[illegible] P-88 [illegible] 2-2/1 [illegible] 645438

امیر تنظیم اسلامی و داعی تحریک خلافت پاکستان
ڈاکٹر اسرار احمد
کی ایک فکر انگیز کتاب
منہج انقلاب نبویؐ
مراحل انقلاب کے نقطۂ نظر سے
سیرتِ مطہرہ کا ایک منفرد مطالعہ

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8، شمارہ 30
سالانہ زرِ تعاون - /175 روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

معاونینِ ہائے تحریر:
○ فرقان دانش خان ○ مرزا ایوب بیگ
○ نعیم اختر عدنان ○ سردار اعوان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

تذکیر و موعظت

باطنی بیماریوں سے بچاؤ

—— رشید عمر ——

"اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، مَردوں کی کوئی جماعت دوسرے مَردوں کا مذاق نہ اڑائے۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ٹھہریں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں۔ کیا عجب وہ ان سے بہتر نکلیں اور نہ اپنوں کو عیب لگاؤ اور نہ آپس میں ایک دوسرے پر بُرے القاب چسپاں کرو۔ ایمان کے بعد تو فسق کا نام بھی برا ہے اور جو لوگ توبہ نہ کریں گے تو وہی لوگ اپنی جانوں پر ظلم ڈھانے والے بنیں گے۔ اے ایمان لانے والو! بہت سے گمانوں سے بچو۔ کیونکہ بعض گمان صریح گمان ہوتے ہیں اور ٹوہ میں نہ لگو اور نہ تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ سو اس چیز کو تم نے ناگوار جانا۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا ہی توبہ قبول فرمانے والا، مہربان ہے۔ (الحجرات : ۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدگمانی سے بچو۔ اس لئے کہ بدگمانی زیادہ جھوٹی بات ہے اور عیبوں کی ٹوہ نہ لگاؤ اور نہ جاسوسی کرو اور نہ حرص کرو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ہی ایک دوسرے سے دشمنی کرو اور نہ قطع تعلق کرو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ جیسا کہ اس نے تم کو حکم دیا ہے مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ وہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو حقیر جانے۔ تقویٰ اس جگہ ہے اور وہ اپنے سینے کی طرف اشارہ فرما رہے تھے۔ آدمی کے لئے اتنی بری بات ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے۔ ہر مسلمان کا خون اور عزت اور مال دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ تحقیق اللہ تمہارے جسموں اور شکلوں اور تمہارے اعمال کی طرف نہیں دیکھتا۔ لیکن وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے اور ایک روایت میں ہے نہ حسد کرو نہ آپس میں دشمنی رکھو اور نہ جاسوسی کرو اور نہ ٹوہ لگاؤ اور نہ ہی دھوکا کرو۔ اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔ اور دوسرے سے ملنا نہ چھوڑو اور تم میں سے کوئی آدمی دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔ ان تمام روایات کو امام مسلم نے ذکر کیا اور امام بخاری نے اکثر روایات کو ذکر کیا۔

معاشرتی معاملات میں قرآن کریم کے یہ واضح احکامات اور احادیث میں ان کی وضاحت ہمارے سامنے ہے۔ غیبت، تجسس بے جا اور گمان وہ بیماریاں ہیں کہ جن میں ہم لاشعوری طور ملوث ہو جاتے ہیں۔ دعوت دین کے سلسلے میں منعقد ہونے والی مجالس عظیم مجالس ہوتی ہیں۔ انکی عظمت کے پیش نظر ان کا تقدس قائم رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ لہٰذا ان مجالس میں تمسخر، گمان، تجسس بے جا، چغلی اور غیبت پر کڑی نظر رکھی جائے اور جو ساتھی بھی کسی مجلس میں اس کو ہوتے ہوئے دیکھے تو وہ کمال حکمت سے اس کو روک دے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

لمحۂ فکریہ

موت کا ایک دن معین ہے!

ایک نڈر خاتون کی داستانِ شجاعت جس میں ہمارے لئے عبرت کا سامان ہے!

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

گذشتہ ماہ امریکی اخبارات میں لاس اینجلس، کیلیفورنیا کی اورنج کاؤنٹی کے قصبہ ٹسٹن Tustin کی نوجوان خاتون نکول فلر Nicole Fuller کا بڑا چرچا ہوا جس نے عین جنگ کے دوران اپنے کوسووی منگیتر ادریس ریجا کے مصائب میں گھرے خاندان کی خبرگیری کے لئے تنہا کوسوو کا پرخطر سفر کر کے عزم و ہمت کی ایک بہترین مثال قائم کی ہے۔ کوسوو میں سرب فوجوں نے البانی النسل مسلمانوں کے خلاف وحشت و بربریت کا سلسلہ شروع کیا تو نکول نے ادریس کی پریشانی دیکھ کر اس کے خاندان کا حال معلوم کرنے کے لئے کوسوو جانے کا فیصلہ کیا۔ اس کے باوجود کہ امریکہ کے باہر یہ اس کا پہلا سفر تھا اور وہ بھی ایسے علاقے میں جہاں ایک طرف دن رات نیٹو کے حملے جاری تھے اور دوسری طرف سرب افواج مسلمانوں کے قتل عام میں مصروف تھیں نکول نے سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ، پنٹاگون حکام اور امریکی امدادی اداروں سے رابطہ کیا تو علاقے کی خطرناک صورتحال کے پیش نظر اسے وہاں جانے سے منع کیا گیا لیکن وہ اس کی پرواہ کئے بغیر سفر پر روانہ ہو گئی۔ جون کے اوائل میں ہوائی جہاز سے البانیہ کے صدر مقام ترانہ Tirana پہنچی، پرہجوم ترانہ ہوٹل میں سامان چھوڑا اور فوراً ہیلی کاپٹر کے ذریعہ کوسوو کی سرحد پر قائم پناہ گزین کیمپوں کا رخ کیا۔ جہاں خستہ حال راستے، جگہ جگہ فوجی چیک پوسٹوں پر پوچھ گچھ، یوگوسلاوی فوجوں کی طرف سے مسلسل گولہ باری اور لاکھوں کی تعداد میں زخمی اور خستہ حال مہاجر بچوں، بوڑھوں اور عورتوں میں کسی شخص کو تلاش کرنا کس قدر مشقت اور کوفت کا باعث ہو گا اس کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال نکول کی محنت، مشقت اور بھاگ دوڑ کام آئی اور اسے ادریس کے بعض قریبی رشتہ دار مل گئے لیکن ساتھ ہی معلوم ہوا کہ اکثر رشتہ دار مقدونیہ کے کیمپوں میں ہیں ان کے لئے اسے Skopje کا ہوائی سفر اختیار کرنا پڑا لیکن بیشتر اس کے کہ انہیں کوئی مدد بہم پہنچائی جاتی وہ لوگ اپنے پیچھے رہ جانے والے بوڑھے والد کی خبرگیری کے لئے واپس پرسٹینا روانہ ہو چکے تھے مگر نکول نے بھی ہمت نہ ہاری اور خطرناک ترین راستوں سے ہوتے ہوئے پرسٹینا جا کر دم لیا۔ پرسٹینا کے ہسپتال میں شدید طور پر بیمار ایک خاتون کے علاج کا بندوبست کرنے کے بعد جون کے آخر میں ادریس کے دو بھائیوں اور ان کے بیوی، بچوں کو لے کر واپس امریکہ روانہ ہوئی۔ اس مشن میں Orange County Register کے دو نمائندے سفر کے واقعات قلمبند کرنے کے لئے نکول کے ساتھ رہے۔ امریکی حکومت اور کوسوو میں تعینات نیٹو کی افواج کے علاوہ ترانہ میں روٹری کلب کی طرف سے انہیں خاصا تعاون فراہم کیا گیا۔

(ڈان میگزین : اتوار ۲۵ جولائی ۹۹ء)